یادِ رفتگاں

مولانا محمد یوسف انور☆

ڈاکٹر اسرار احمد بھی چل بسے...... اِنا للہ!

گذشتہ سے پیوستہ جمعۃ المبارک (۲/اپریل ۲۰۱۰ء) کی نمازِ مغرب کے بعد ہماری رہائش کے قریبی تعلیمی ادارہ اُمّ المدارس، گلبرگ (اے) میں ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم نے خطاب فرمایا۔ سکول کے صاحبِ ذوق منتظم حافظ شعیب صاحب نے اسٹیج پر ڈاکٹر صاحب کے دائیں بائیں کرسیوں پر مجھے اور برادرم حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ کو بٹھایا۔ ڈاکٹر صاحب نے معمول کے مطابق اپنی شعلہ نوائی سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ معاشرے کے بگاڑ، بے چینی واضطراب اور تجارت میں بڑھتے ہوئے سودی کاروبار اور اس کے تباہ کن معاشی اثرات کا گہرا تجزیہ کرتے ہوئے ان تمام تر معاشرتی برائیوں کا حل قرآن وسنت کے 'اقتصادی نظام' کے نفاذ کو قرار دیا۔ ڈاکٹر صاحب کی آواز میں طنطنہ اور جاہ وجلال تو بدستور تھا، لیکن خطاب کے بعد ان کی کمزور طبیعت اور کمر کی تکلیف نے مجھے پریشان سا کردیا۔ کسے معلوم تھا کہ یہ ان سے آخری ملاقات اور ساعت ہوگی...... إنا للہ وإنا الیہ راجعون!

ڈاکٹر صاحب ایم بی بی ایس ڈاکٹر اور اسلامیات کے سکالر تو تھے ہی، لیکن بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ وہ نہ صرف اہل حدیث کے امتیازی مسائل کی ترجیح کے قائل تھے بلکہ زیادہ تر اپنی خلوت میں وہ ان پر عمل پیرا بھی ہوتے۔ اسی بنا پر وہ جامع مسجد اہل حدیث ساہیوال کے کسی زمانے میں خطیب رہے تھے۔ ان دِنوں وہ اہل حدیث کے جماعتی جلسوں اور کانفرنسوں میں شمولیت بھی فرماتے رہتے۔ جمعیت تبلیغ اہل حدیث، ملتان کی سالانہ کانفرنس باغ، عام وخاص کے موقعوں پر ہر سال ان سے ایک دو روز رفاقت رہتی، تاہم وہ ذہنی وفکری طور پر جماعت اِسلامی سے منسلک تھے۔

پھر مولانا مودودی مرحوم سے انتخابی سیاست میں حصہ لینے کے مسئلہ پر اختلاف کی وجہ

☆ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث، ضلع فیصل آباد

سے جماعت کا پورا سینئر گروپ مولانا امین احسن اصلاحیؒ، مولانا عبدالغفار حسنؒ، مولانا عبدالرحیم اشرفؒ اور ڈاکٹر صاحبؒ سمیت جماعت ِاسلامی سے علیحدہ ہوگئے تو ان علم وعمل کے پیکر حضرات نے اپنے اپنے اَنداز پر دین وعلم کے اِدارے قائم کئے۔

لاہور میں مولانا اصلاحیؒ اور ڈاکٹر صاحبؒ کے فہم قرآن کے پروگرام بڑے مقبول ہوئے تو فیصل آباد میں مولانا عبدالرحیم اشرفؒ نے 'جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ' کے نام سے مثالی دانش گاہ کا اجرا کیا۔ مولانا عبدالغفار حسنؒ مختلف اوقات میں جامعہ سلفیہ، کلیہ دارالقرآن والحدیث، جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے، لیکن ان تمام اشاعت ِدین کے گہواروں میں سے ڈاکٹر صاحب کی تنظیم اسلامی اور انجمن خدامُ القرآن کی شاخیں لاہور کے بعد ملک کے بڑے بڑے شہروں میں تشکیل پاتی رہیں۔ انجمن خدام القرآن ماڈل ٹاؤن لاہور میں ہفتہ وار درس قرآن حکیم اور باغ جناح (لارنس روڈ) میں ان کے خطباتِ جمعہ سننے کے لیے دور ونزدیک سے لوگوں کا ایک جم غفیر کھینچا چلا آتا۔ یہ ان کی دینی تڑپ اور اخلاص کے مؤثر مظاہر ہیں۔

ڈاکٹر صاحب ساہیوال سے جب لاہور منتقل ہوئے تو ان کی جگہ ہمارے مرحوم دوست مولانا حافظ عبدالحق صدیقی خطیب مقرر ہوئے جنہوں نے مقامی طور پر اور مرکزی سطح پر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی تبلیغ و تنظیم میں نمایاں کردار ادا کیا اور اہل حدیث کانفرنس میں اپنی خطابتی صلاحیتوں اور دبنگ ِفکر ونظر کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

۱۹۸۴ء میں ہمارے مرحوم دوست مولانا محمود احمد میرپوری کی دعوت پر برطانیہ جانے کا مجھے اتفاق ہوا تو وہاں جاکر معلوم ہوا کہ برمنگھم کی سالانہ کانفرنس میں ڈاکٹر اسرار احمد بھی تشریف لارہے ہیں۔ چنانچہ اس کانفرنس کی نشستوں میں اور بعد ازاں برطانیہ کے دوسرے شہروں لندن، مانچسٹر، ہیلی فیکس، اولڈہم، بریڈفورڈ اور ایسٹر وغیرہ میں مجھے تبلیغی اجتماعات میں ان کے ہم سفر رہنے کی سعادت حاصل رہی۔ ہمارے ساتھ حضرت پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی مرحوم اور انڈیا سے مولانا مختار احمد ندوی مرحوم بھی شریک ِسفر تھے۔

ظاہر ہے کہ ان نامی گرامی مقررین اور قائدین ملت ِاسلامیہ کے خطابات، تقاریر اور بیان وکلام کے کس قدر اَثرات عوام وخواص پر ہوسکتے ہیں؟ پورے برطانیہ کا ماحول ہمارے ان

دعوتی و تبلیغی پروگراموں کی بدولت قرآن و حدیث کی تعلیمات سے گونج گیا اور اس دور میں بریلوی علما نے برطانیہ میں اپنی ناپسندیدہ سرگرمیوں کے سبب بعض مساجد میں انتشار اور فرقہ واریت کے پھیلاؤ کے باعث تالہ بندی تک نوبت پہنچا رکھی تھی، اس کا خوب انسداد ہوا اور شرک و بدعات کے بڑھتے ہوئے مغالطوں سے لوگ تائب ہوئے۔ بحمداللہ مسلکِ اہل حدیث کی گویا دھاک بیٹھ گئی۔ برطانیہ میں اب مرکزی جمعیت اہل حدیث کے تعلیماتی اور تبلیغی سلسلوں کا جو ایک منظّم کام ہے اس میں ۱۹۸۴ء کی ابتدائی اُن کاوشوں خصوصاً مولانا محمود احمد میر پوری اور مولانا عبدالکریم مرحومین کی تنظیمی و حکمت عملی پر مبنی تبلیغی مساعی کا بہت بڑا دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجرِ عظیم سے نوازے اور جمعیت کے وہاں کے موجودہ قائدین و کارکنان کی ہمتوں کو تقویت عطا فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور نے وقت کے اہم مسائل پر بہت سی تصانیف بھی شائع کیں۔ قومی اخبارات میں ان کے علمی و فکری کالموں کے ذریعے دینِ حق کا پیغام بلا شبہ عام ہوا۔ جس بات کو وہ درست اور حق سمجھتے، اسے برملا کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنے موقف پر ہمیشہ چٹان کی طرح قائم رہتے ہوئے جرات و بیباکی سے بیان و کلام کی صلاحیتوں کو استعمال میں لاتے۔ ڈاکٹر صاحب سادہ طبیعت، خوش گفتار و خوش رفتار، شب زندہ دار اور مضبوط جسم و جان کے مالک تھے۔

وقت کی پابندی اور موضوع کے مطابق اظہارِ خیال کا کمال سلیقہ رکھتے تھے۔ اُنہیں قرآن حکیم کے تفسیری تشریحات اور نکتہ آفرینی پر عبور حاصل تھا، ملک بھر میں دعوتی پروگراموں کے ساتھ ساتھ بیرونی ممالک خصوصاً بھارت میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کے Peace ٹی وی پروگراموں میں ان کی اکثر شرکت رہتی، جن میں ہزارہا اَفراد اور سامعین مستفید ہوتے۔ ٹیلی ویژن پر اُن کے مذاکروں اور سیمینارز کو خاص اہمیت دی جاتی، جن میں جدید دور کے تقاضوں اور گھمبیر مسائل کا حل وہ بڑی حکمت و دانش سے پیش فرماتے۔ علامہ اقبالؒ کے اُردو فارسی اشعار جب وہ تقریر کے دوران پڑھتے تو ایک سماں بندھ جاتا۔ افسوس اب ایسے ہمہ اوصاف صاحبِ فکر و عمل کہاں؟ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ورثا اور خلف الرشید حافظ عاکف سعید کو اُن کے قائم کردہ اقامتِ دین کے اداروں کو ترقی اور فروغ دینے کی توفیق بخشے اور ڈاکٹر صاحب کی حسنات و خدماتِ دینیہ کو قبول و منظور فرما کر ان کی بخشش فرمائے۔ آمین!